

Al-Mīthāq

(Research Journal of Islamic Theology)

Published by: HIRA *Institute of Social Sciences Research & Development*
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 05, **Issue** 04, October - December 2026, PP 84-93
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article Timeline:	*Received:* 05-09-2026	*Accepted:* 17-10-2026	*Published:* 22-10-2026

Disclaimer:
Responsibility for the accuracy of the stated facts rests solely with the authors. Opinions expressed in *"Al-Mīthāq"* are those of the authors and not necessarily endorsed by either the Editorial board or the Institute.

HIRA INSTITUTE

عصر حاضر میں رضاعت کی ضرورت واہمیت اور اطلاقی جائزہ

The Need and Importance of Breastfeeding in The Modern Era and Its Practical Review

Nimra Abbas [1] ***Dr. Khalida Siddique*** [2]

Abstract

In the contemporary era, the subject of Rada'a (fosterage / suckling) has transcended its traditional juristic boundaries to intersect with modern medical, social, and ethical challenges. This article explores the necessity, significance, and applied juristic analysis of Rada'a in light of contemporary developments. Medically, human milk is irreplaceable for neonatal immunity and survival, particularly for preterm infants for whom formula milk poses serious health risks. Socially, breastfeeding reduces healthcare burdens and offers environmental benefits. Juristically, classical conditions of fosterage (complete suckling, prescribed quantity, period within two years, and unity of the milk-source) face new complexities in modern contexts. Emerging issues like human milk banks, IVF, and feeding of non-infants, have generated substantial juristic debate. While human milk banks address urgent medical needs, mainstream Islamic jurisprudence (including prominent Fatwas) deems them impermissible due to inevitable confusion of lineage (ikhtilāṭ al-ansāb) and violation of precise Shari'ah conditions. The article comparatively examines Ḥanafī and Imāmiyyah perspectives on key issues, including minimum quantity, effect of illicit milk, and continuity. It concludes by advocating systematic alternatives such as recognized

[1]***Corresponding Author,*** *Ph. D Scholar, Department of Islamic Studies & Comparative Religions, The Women University Multan.* *mnimraabbass63@gmail.com*
[2] *Lecturer, Department of Islamic Studies & Comparative Religions, The Women University Multan.* *drkhalidasiddique@wum.edu.pk*

foster-family networks, rigorous documentation in medical settings, and continuous ijtihād to reconcile neonatal care requirements with immutable sharī'ah principles.

Keywords

Rada'a, Fosterage, Breastfeeding, Islamic Jurisprudence, Comparative Islamic Law

تعارف

لغت میں رِضاع اور رَضاع دونوں طرح ہے اور اس کا معنی ہے " بچے کا ماں کی چھاتی سے دودھ پینا"[1]۔ اصطلاح میں رضاعت دودھ دینے کو کہتے ہیں اور بچہ کو اس کی ماں کے سوا اگر کسی عورت نے دودھ پلایا تو یہ عورت مرضعہ ہے اور بچہ رضیع ہے اور یہ فعل بطور حاصل مصدر رضاعت ہے۔ یہ مرضعہ اس رضیع کی دودھ پلائی ماں ہے کہ اس کے ساتھ نکاح کرنا قطعاً حرام ہے، جیسے اپنی ماں سے جس کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ رضاعت سے حرمت اسی طرح ہو جاتی ہے جیسے نسب سے ہوتی ہے اگر شرائط پائی جائیں۔ رضاعت اگر مدت میں پائی جائے تو خواہ قلیل ہو یا کثیر، اس سے تحریم متعلق ہو جاتی ہے۔ یہ ہدایہ میں ہے اور قلیل رضاعت کی تفسیر اس طرح بیان کی گئی ہے کہ اس قدر ہو کہ اس سے یہ معلوم ہوئے کہ دودھ حلق سے نیچے پیٹ میں پہنچا ہے۔[2]

رضاعت کی ضرورت واہمیت

صحیح نشوونما کیلئے تندرست ماں کا دودھ بہترین غذا ہے۔ اگر بعض اسباب کی بناء پر ماں دودھ نہ پلا سکے یا نہ پلانا چاہے، تو دوسری عورت یہ کام کر سکتی ہے۔ جب زوجین ایک دوسرے سے علیحدہ ہو چکے ہیں، خواہ طلاق کے ذریعے یا خلع و فسخ کے ذریعے اور عورت کی گود میں دودھ پیتا بچہ ہو تو اس کے بارے میں بھی احکام بیان کیے گئے ہیں۔[3] ماں کا دودھ اور اس کے ذریعے سے پیدا ہونے والا تعلق نہ صرف بچے کی جسمانی بلکہ روحانی نشوونما میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ قرآن کا دوسالہ رضاعت کا حکم دراصل ایک تربیتی نظام کی بنیاد ہے۔ رضاعت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ[4]

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دوسال دودھ پلائیں، اس کے لئے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہے۔

اسلام میں رضاعت کو محض حیاتیاتی ضرورت نہیں سمجھا گیا بلکہ اسے ایک شرعی، سماجی اور قانونی عمل قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں دوسال کی رضاعت کا ذکر صرف غذائیت کے لیے نہیں بلکہ ماں اور بچے کے درمیان تعلق، عائلی حرمت اور دینی ذمہ داریوں کے سیاق میں کیا گیا ہے۔ اسی لیے رضاعت سے بننے والے رشتے نکاح کے لیے حرام ہیں۔ یہ شریعتِ اسلامیہ کی وہ خصوصیت ہے جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔ ماں کی گود بچے کی پہلی تربیت گاہ ہے اور رضاعت اس گود کی سب سے پہلی تربیتی و جذباتی بنیاد۔ یہی عمل بچے کی ذہنی، روحانی اور سماجی نشوونما کی سمت کا تعین کرتا ہے۔[5]

رضاعت کی مدت اور مقدار میں فقہاء کا فقہی اختلاف مع دلائل

مدت رضاعت میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مدت رضاعت ڈھائی سال ہے اور صاحبین کے نزدیک دو سال ہیں۔ یہی قول ہے امام شافعی، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ کا ہے۔ امام زفرؒ نے فرمایا کہ مدت رضاعت تین سال ہے۔ امام مالکؒ سے دو سال ایک ماہ کی مدت بھی منقول ہے اور دو سال دو ماہ کی مدت بھی مروی ہے اور امام مالکؒ کی ایک روایت یہ ہے کہ بچہ جب تک دودھ پینے کا محتاج ہے اس سے مستغنی نہیں ہو گا۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ مدت رضاعت کی کوئی حد نہیں ہے۔ پوری زندگی میں جب بھی دودھ پیے گا، حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ بعض نے مدت رضاعت پندرہ سال بیان کی ہے اور بعض نے چالیس

بیان کی لیکن ان اقوال کا اعتبار نہیں کیا گیا ہے۔[6]

مدت رضاعت: امام ابو حنیفہؒ کی دلیل

امام ابو حنیفہؒ کی دلیل وہی آیت ہے جس کو صاحبین نے پیش کیا ہے اور اس آیت سے وجہ استدلال یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے دو چیزوں (حمل اور فصال) کو ذکر فرما کر ان دونوں کیلئے ایک مدت بیان کی ہے۔ پس یہ مدت دونوں میں سے ہر ایک کیلئے پوری پوری ہو گی نہ یہ کہ دونوں پر تقسیم کی جائے گی۔[7]

اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک شخص کا ایک قرضہ زید پر ہے اور ایک بکر پر۔ قرض خواہ نے ان دونوں سے کہا کہ میں نے تم کو ایک سال کی مہلت دی تو یہ ایک سال کی مہلت دونوں میں سے ہر ایک کیلئے پوری پوری ہو گی نہ کہ ایک سال کو دونوں پر تقسیم کر کے چھ چھ ماہ کی مدت شمار کی جائے۔ یا مثلاً ایک شخص کا زید پر ایک ہزار روپیہ ہے اور دس من گندم، قرض خواہ نے کہا کہ میں نے زید کو دونوں قرض کی ایک سال کی مہلت دی۔ تو یہ ایک سال کی مہلت دونوں قرضوں میں سے ہر ایک کیلئے پوری پوری ہو گی نہ یہ کہ ایک سال کی مدت کو دونوں قرضوں پر تقسیم کیا جائے گا۔ پس اسی طرح آیت میں بھی حمل اور فصال دونوں میں سے ہر ایک کیلئے تھیں۔ البتہ ان دونوں میں ایک (مدت حمل) میں کم کر دینے والی دلیل موجود ہے۔[8]

دلیل حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے:

الولد لا يبقى في بطن امه أكثر من سنتين ولو بقدر فلكة مغزل [9]

بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں دو سال سے زیادہ باقی نہیں رہتا اگرچہ وہ تکے کے دمڑے کی مقدار ہی کیوں نہ ہو۔

پس یہ باری تعالیٰ کا قول ثانی (فصال) میں اپنے ظاہر پر باقی رہے گا اور وہ تیس ماہ ہے۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ دودھ چھڑانے کی مدت ڈھائی سال ہے۔ ڈھائی سال تک دودھ پلایا جا سکتا ہے۔[10]

عقلی دلیل

دوسری دلیل عقلی یہ ہے کہ رضیع کیلئے تغییر غذا ضروری ہے تا کہ دودھ کے ذریعہ نشو و نما منقطع ہو کر دوسری چیز سے حاصل ہو سکے۔ پس اس تغییر غذا کیلئے اتنی مدت درکار ہو گی جس میں بچہ دودھ کے علاوہ دوسری چیز کا عادی ہو جائے۔ کیونکہ اچانک دودھ چھڑانا بچہ کیلئے مہلک ہو سکتا ہے اور امام ابو حنیفہؒ نے اس کو ادنیٰ مدت حمل کے ساتھ مقرر کیا ہے۔ اس لئے کہ یہ مدت غذا کو بدل دینے والی ہے، کیونکہ جنین کی غذا رضیع کی غذا کے مغایر ہے۔ رضیع کی غذا صرف دودھ ہے اور فطیم کی غذا کبھی دودھ اور کبھی طعام ہوتا ہے۔ حاصل یہ کہ تغییر غذا ضروری ہے اور تغییر غذا ہو جاتا ہے چھ ماہ میں۔ اس لئے بچہ کو دوسری غذا کا عادی بنانے کیلئے مزید چھ ماہ کا ہونا ضروری ہے۔[11]

صاحبینؒ کی دلیل

صاحبینؒ کی دلیل باری تعالیٰ وہ فرمان ہے جس میں حمل اور فصال کے لیے تیس ماہ کی مدت بیان کی گئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ باری تعالیٰ نے حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ بیان فرمائی ہے اور ادنیٰ مدت حمل چھ ماہ ہیں۔ لہٰذا مدت فصال دو سال باقی رہی۔ اس لئے کہ دو سال مدت رضاعت ہے اس کے بعد دودھ چھڑا دیا جائے۔[12] رہا یہ قول کہ دو سال کے بعد دودھ پلانے اور پینے سے رضاعت کی حرمت ثابت نہیں ہوتی، سیدنا علی، ابن عباس، ابن مسعود، جابر، ابو ہریرہ، ابن عمر، اُم سلمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، حضرت سعید بن المسیب، عطاء رحمہ اللہ علیہم اور جمہور کا یہی مذہب ہے۔

امام مالک کا موقف

امام مالکؒ کے نزدیک حرمتِ رضاعت کے ثبوت کے لیے مقدارِ رضاعت کی کوئی خاص شرط نہیں، بلکہ اگر بچہ اتنا دودھ پی لے کہ اس سے جسمانی نشوونما ممکن ہو تو حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔ خواہ وہ ایک ہی رضاعت ہو۔ المدونۃ میں ہے کہ:

سُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الرَّضَاعِ كَيْفَ يُحَرِّمُ؟ فَقَالَ: كُلُّ مَا أَنْبَتَ اللَّحْمَ وَأَنْشَزَ العَظْمَ فَهُوَ الرَّضَاعُ الَّذِي يُحَرِّمُ.[13]

امام مالک سے پوچھا گیا: رضاعت کس طرح حرمت پیدا کرتی ہے؟ انہوں نے فرمایا: "ہر وہ رضاعت جو گوشت اگائے اور ہڈی مضبوط کرے (یعنی غذا کا اثر کرے)، وہی رضاعت حرمت پیدا کرتی ہے۔

امام شافعیؒ واحمد کا موقف مع دلائل

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ پانچ مرتبہ دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے۔ ان کے نزدیک رضاعت سے حرمت اُس وقت ثابت ہوتی ہے جب پانچ مرتبہ مکمل (مشبعات) رضاعت ہو، یعنی بچہ پانچ مرتبہ پیٹ بھر کر دودھ پیے۔

ولا يَثبُتُ التَّحريمُ مِنَ الرَّضاعِ إلّا بِخَمسِ رَضَعاتٍ مُشبِعاتٍ مُتَفرِّقاتٍ، في الحَولينِ.[14]

رضاعت کے ذریعے حرمت (یعنی رضاعی رشتہ) صرف اسی وقت ثابت ہو گا جب پانچ مکمل رضاعتیں ہوں، جو الگ الگ اوقات میں ہوں اور وہ بھی دو سال کی عمر کے اندر ہوں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے جو کہ صحیح مسلم میں موجود ہے کہ قرآن مجید میں پہلے دس مرتبہ پلانے کا حکم نازل ہوا جو بعد میں منسوخ ہو کر پانچ رہ گیا اور اس کے بعد وہ منسوخ نہیں ہوا۔ نیز ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دفعہ اور دو دفعہ چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔[15] الہدایہ میں ہے کہ:

قال قليل الرضاع وكثيرة سواء اذا حصل في مدة الرضاع يتعلق به التحريم وقال الشافعي لا يثبت التحريم الابخمس رضعات لقوله عليه السلام لا تحرم المصة ولا المصتان ولا الاملاجته ولا الاملاجتان ولنا قوله تعالى وامها تكم اللاتي ارضعنكم الآية وقوله عليه السلام يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب من غير فصل ولان الحرمة و ان كانت لشبهة البعضية الثابتة بنشور العظم وانبات اللحم لكنه امر مبطن فتعلق الحكم بفعل الارضاع و مارواه مردود بالكتاب او منسوخ به وينبغي ان يكون في مدة الرضاع لما نبين[16]

فرمایا کہ رضاعت کا قلیل وکثیر برابر ہے۔ جب (یہ رضاعت) مدت رضاعت میں پائی جائے تو اسکے ساتھ تحریم متعلق ہو گی۔ اور کہا امام شافعی نے کہ تحریم نہیں ثابت ہوتی مگر پانچ گھونٹ سے حضور ﷺ کے فرمان لا تحرم الامصة الحدیث کی وجہ سے نہیں حرام کرتا ایک چوسنا اور دو چوسنے اور نہ ایک بار چوسانا اور نہ دو بار چوسانا۔ اور ہماری دلیل باری تعالیٰ کا قول ہے (اور تم پر حرام کی گئیں) تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا اور نبی کا قول حرام ہو جاتا ہے رضاعت سے جو حرام ہو جاتا ہے نسب سے بغیر تفصیل کے اور اسلئے کہ حرمت اگرچہ اس شبہ بعضیت کی وجہ سے ہے جو ثابت ہے ہڈی بڑھ جانے اور گوشت اگانے سے۔ لیکن یہ امر باطن ہے۔ پس حکم متعلق ہوا دودھ پلانے کے فعل کے ساتھ اور وہ حدیث جس کو امام شافعی نے روایت کیا کتاب اللہ سے مردود ہے یا اس سے منسوخ ہے اور مناسب ہے کہ رضاع (دودھ پینا) مدت رضاعت میں ہو۔

امام احمدؒ کے نزدیک بھی امام شافعیؒ کی طرح پانچ مشبعات رضعات (پانچ بار مکمل دودھ پینا) حرمت کے ثبوت کے لیے ضروری ہے۔ المغنی میں ہے کہ:

ولا يثبت التحريم إلا بخمس رضعات مشبعات، في قول أحمد رحمه الله.[17]

امام احمدؒ کے قول کے مطابق، حرمتِ رضاعت اس وقت ثابت ہوتی ہے جب پانچ مکمل پیٹ بھر کر دودھ پلانے کی رضاعتیں ہوں۔

جس حدیث شریف سے امام شافعی رحمۃ اللہ استدلال کرتے ہیں اس کے بارے میں حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کی صراحت موجود ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہو چکی ہے۔ نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا مدار حضرت عروہ پر ہے اور حضرت عروہ سے جب رضاعت کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ: دو سال کی عمر کے اندر اندر ایک قطرہ بھی پی لیا تو حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ اصول یہ ہے کہ جب راوی کا عمل اپنی روایت کے خلاف ہو تو اس روایت پر عمل نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ اس کا اپنی روایت پر عمل نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ روایت اس کے نزدیک بھی ثابت نہیں ہے۔ نیز امام طحاوی نے اس حدیث کو منکر قرار دیا ہے۔ لہٰذا جب قرآن کریم میں رضاعت کی کوئی متعین مقدار نہیں بیان کی گئی اور جس حدیث میں مقدار کا ذکر ہے وہ خبر واحد ہونے کے ساتھ ساتھ ضعیف بھی ہے۔[18]

امام زفرؒ کی دلیل

امام زفر کی دلیل کا حاصل یہ ہے کہ دو سال کے بعد ایسی مدت کا ہونا ضروری ہے جس میں بچہ دودھ کے علاوہ دوسری غذا کا عادی بن جائے، تاکہ دودھ کے ذریعہ جو نشو ونما ہو رہی تھی وہ منقطع ہو جائے اور ایک سال کی مدت ایسی ہے جس میں بچہ کا ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونا ممکن ہے، کیونکہ سال بھر کی مدت چاروں فصلوں پر مشتمل ہے۔ اس وجہ سے مدت رضاعت تین سال مقرر کی گئی ہے۔[19]

امام اوزاعیؒ کا موقف اور دلیل

امام اوزاعی رحمہ اللہ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ سیدنا عمر، سیدنا علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ دودھ چھڑوا لینے کے بعد رضاعت نہیں۔ اس قول کے دونوں مطلب ہو سکتے ہیں یعنی یا تو یہ کہ دو سال کے بعد یا یہ کہ جب بھی اس سے پہلے دودھ چھوٹ گیا، رضاعت کا تحقق نہ ہو گا۔[20]

رضاعت کے سلسلے میں فقہاء کی آراء اور دلائل کا حاصل و تجزیہ

حرمتِ رضاعت کے تحقق کے لیے دودھ کی مقدار (جس سے حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی) میں اختلاف ہے۔ احناف کا مذہب یہ ہے کہ مطلقاً دودھ پینا یا پلانا حرمت رضاعت ثابت کرتا ہے بشرطیکہ مدت رضاعت میں ہو۔ اس کے قائل حسن بصری، سعید بن المسیب، وکیع، عبد اللہ بن المبارک اور اکثر جمہور فقہاء ہیں۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ پانچ مرتبہ دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہو گی۔ اس کے معنی کہ بچہ ان میں سے ہر ایک مرتبہ پر اکتفا کرے اور ظاہر الروایۃ میں امام احمد اسی کے قائل ہیں اور امام احمدؒ سے دوسری روایت تین مرتبہ پینے کی ہے۔

امام شافعیؒ کی دلیل میں صاحب ہدایہ نے حضور ﷺ کا ارشاد پیش کیا ہے۔ حدیث میں لفظ المصۃ اور الاملاجۃ مذکور ہے۔ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ المصۃ رضیع کا فعل ہے یعنی بچہ کا دودھ چوسنا، پینا اور املاجہ مرضعہ کا فعل ہے یعنی بچہ کو دودھ پلانا۔ اب حدیث کا مطلب یہ ہو گا ایک مرتبہ چوسنا اور دو مرتبہ چوسنا۔ ایک مرتبہ پلانا اور دو مرتبہ پلانا محرم نہیں ہے۔ یہ حدیث امام شافعی کا مستدل بایں طور ہو گی کہ یہ حدیث قلیل الرضاع کے غیر محرم ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ لہٰذا احناف کا مذہب نفی ہو گیا اور جب مذہب احناف کی نفی ہو گی تو امام شافعی کا مذہب خود بخود ثابت ہو جائے گا۔ کیونکہ ان دونوں مذاہب کے درمیان فصل کا کوئی قائل نہیں ہے۔

اس استدلال پر اشکال ہے وہ یہ کہ اصحاب ظواہر اس بات کے قائل ہیں کہ تین گھونٹ سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ فصل کا کوئی قائل نہیں ہے درست نہیں ہو گا۔ اگر امام شافعی حدیث عائشہ "انزل في القرآن عشر رضعات معلومات فنسخ من ذالك خمس رضعات" کہ قرآن میں دس گھونٹ معلوم اتارے گئے پھر ان میں سے پانچ منسوخ ہو گئے) سے استدلال کرتے تو مطلوب پر زیادہ دلالت ہوتی۔

ہماری دلیل باری تعالیٰ کا قول "وامہاتکم الاتی الآیہ اور قول نبی یحرم من الرضاع "ہے۔ آیت کا ترجمہ (اور حرام کی گئیں تم پر تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہے) حدیث کا ترجمہ یہ ہے: "حرام ہو جاتا ہے رضاعت سے جو حرام ہو جاتا ہے نسب سے" آیت اور روایت دونوں مطلق ہیں۔ ان میں قلیل و کثیر کی کوئی تفصیل نہیں۔ لہٰذا مطلقاً رضاع (دودھ پینا) حرمت کا سبب ہو گا۔[21] امام شافعیؒ کی پیش کردہ حدیث کا جواب یہ ہے کہ اگر کتاب اللہ کی آیت مقدم اور حدیث مؤخر ہے، تو کتاب اللہ کی وجہ سے حدیث پر عمل نہ ہو گا اس لئے کہ کتاب اللہ پر عمل کرنا قوی ہے حدیث پر عمل کرنے کے مقابلے میں۔ اگر حدیث مقدم اور کتاب اللہ کی یہ آیت مؤخر ہے تو یہ حدیث کتاب اللہ سے منسوخ ہو گی۔ حدیث عائشہ عشر رضعات الحدیث کے بارے میں ابن بطال نے کہا کہ احادیث عائشہ مضطرب ہیں۔ اس لئے ان کا ترک کرنا اور کتاب اللہ کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ رضاعت کا حکم اس وقت ثابت ہو گا جبکہ رضاعت، مدت رضاعت میں پائی جائے۔[22]

نوزائیدہ بچوں کی غذائی ضروریات

نوزائیدہ بچوں کی غذائی ضروریات انتہائی اہم ہوتی ہیں، کیونکہ یہ ان کی نشوونما، صحت اور قوت مدافعت کے لیے بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔ عالمی ادارہ صحت کے مطابق، پیدائش کے بعد پہلے چھ ماہ تک صرف ماں کا دودھ بچے کی تمام غذائی ضروریات پوری کرنے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ ماں کے دودھ میں اینٹی باڈیز، وٹامنز اور معدنیات شامل ہوتے ہیں جو بچے کو انفیکشنز سے بچاتے ہیں اور دماغی ترقی کو فروغ دیتے ہیں۔ اگر ماں کا دودھ دستیاب نہ ہو تو آئرن سے مضبوط شیر خوار فارمولا (Iron-fortified Infant Formula) استعمال کیا جا سکتا ہے۔[23]

پیکنگ دودھ کے نقصانات

اگرچہ پیکنگ دودھ سہولت اور صفائی کے لحاظ سے فائدہ مند ہے، لیکن اس کے کچھ نقصانات بھی ہیں، جیسے غذائیت میں کمی، مصنوعی اجزاء کی موجودگی اور ماحولیاتی نقصان۔ اگر آپ خالص اور قدرتی دودھ چاہتے ہیں، تو مقامی آرگینک یا کم پروسیس شدہ دودھ ایک بہتر انتخاب ہو سکتا ہے۔

UHT (Ultra-High Temperature) پراسیسنگ کے دوران دودھ کو انتہائی زیادہ درجہ حرارت پر گرم کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے بعض قدرتی وٹامنز اور غذائی اجزاء، خاص طور پر وٹامن B12 ، B6 اور فولیٹ کم ہو سکتے ہیں۔[24] بعض برانڈز میں ذائقہ بہتر بنانے یا سیلف لائف بڑھانے کے لیے مصنوعی اضافی اجزاء، اسٹیبیلائزرز اور پریزرویٹوز شامل کیے جاتے ہیں، جو طویل مدتی صحت پر اثر ڈال سکتے ہیں۔[25] پیکنگ ملک کا ذائقہ عام طور پر کھلے یا تازہ دودھ سے مختلف محسوس ہوتا ہے۔ UHT ٹریٹمنٹ کے باعث دودھ کا "کیریملائزڈ" یا "ابلے ہوئے دودھ" جیسا ذائقہ آ سکتا ہے، جو کچھ لوگوں کو پسند نہیں آتا۔

بعض ڈیری فارمز میں دودھ کی پیداوار بڑھانے کے لیے مصنوعی ہارمونز اور اینٹی بائیوٹکس کا استعمال کیا جاتا ہے، جو پیکنگ ملک میں بھی موجود ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ زیادہ تر ممالک میں اس پر کنٹرول کیا جاتا ہے، لیکن پھر بھی خدشہ رہتا ہے کہ یہ اجزاء صحت کے لیے نقصان دہ ہو سکتے ہیں۔ اس سب کے علاوہ پیکنگ ملک کھلے دودھ کے مقابلے میں زیادہ مہنگا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ، پلاسٹک یا ٹیٹرا

پیک پیکیجنگ ماحول پر منفی اثر ڈالتی ہے، کیونکہ ان کی ری سائیکلنگ محدود ہوتی ہے۔

ماں کے دودھ نہ پلانے کی وجوہات

بسا اوقات ماں کا نوزائیدہ کو دودھ نہ پلانا کسی خاص یا سنگین وجوہات کی بنا پر بھی ہو سکتا ہے۔ ذیل میں انہیں بیان کیا جاتا ہے۔

1: طبی وجوہات

اکثر مائیں اپنی طبی وجوہات کی بناء پر اپنے بچوں کو دودھ نہیں پلا سکتیں۔ وہ طبعی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

- **ماں کی بیماریاں:** بعض صورتوں میں ماں کو لاحق بیماریوں کی وجہ سے بچے کو دودھ پلانا ممنوع یا غیر محفوظ تصور کیا جاتا ہے۔
- **ایچ آئی وی:** اگر ماں میں HIV مثبت ہو اور مناسب اینٹی ریٹرو وائرل علاج نہ لے رہی ہو، تو ماں کا دودھ بچے میں وائرس منتقل کرنے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔[26]
- **ٹی بی:** غیر علاج شدہ فعال ٹی بی کی صورت میں ماں اور بچے کو الگ رکھا جاتا ہے اور دودھ پلانے سے منع کیا جا سکتا ہے۔[27]
- **ادویات کا اثر:** کیموتھراپی، ضدِ مرگی ادویات اور بعض نفسیاتی ادویات دودھ کے ذریعے بچے کے جسم میں داخل ہو کر نقصان پہنچا سکتی ہیں۔[28]

2: نفسیاتی وجوہات

- **پوسٹ مارٹم ڈپریشن:** زچگی کے بعد ڈپریشن ایک عام حالت ہے جو ماں کے اندر بچے سے تعلق اور دودھ پلانے کی خواہش کو متاثر کر سکتی ہے۔[29]
- **اعتماد کی کمی:** بہت سی نئی مائیں اپنے آپ پر اعتماد نہیں رکھتیں کہ وہ دودھ صحیح طریقے سے پلا سکیں گی، جس کی وجہ سے وہ فارمولا دودھ کا انتخاب کرتی ہیں۔

3: سماجی و ثقافتی وجوہات

- **ثقافتی عقائد و رسومات:** بعض معاشروں میں ابتداء میں آنے والے دودھ (کولوسٹرم) کو "گندا" یا "ناپاک" سمجھا جاتا ہے، جس کے باعث مائیں دودھ پلانے سے اجتناب کرتی ہیں۔
- **خاندانی دباؤ:** کبھی کبھار ساس، شوہر یا دیگر خاندانی افراد کے دباؤ پر فارمولا دودھ کو ترجیح دی جاتی ہے۔[30]

4: معاشی و پیشہ ورانہ وجوہات

- **کام پر جلد واپسی:** ماؤں کو اکثر زچگی کے فوراً بعد ملازمت پر واپس جانا پڑتا ہے، جس سے باقاعدگی سے دودھ پلانا ممکن نہیں ہوتا۔
- **فارمولا دودھ کی مارکیٹنگ:** فارمولا دودھ کی کمپنیاں ماؤں کو متبادل غذا کی طرف راغب کرتی ہیں، جو ماں کے دودھ کی اہمیت کو کم کر دیتی ہیں۔[31]

5: بچے سے متعلق وجوہات

- **قبل از وقت پیدائش:** قبل از وقت پیدا ہونے والے بچے اکثر نالی کے ذریعے غذا لیتے ہیں اور انہیں ماں کا دودھ پینا مشکل ہوتا ہے۔
- **چوسنے یا Latching میں مسئلہ:** کچھ بچوں کو چھاتی سے منہ لگانے میں مشکل پیش آتی ہے جس کی وجہ سے ماں متبادل خوراک کا سہارا لیتی ہے۔[32]

جدید دور میں رضاعی ماں کی تربیت کی ضرورت

جدید میڈیکل سائنس بھی اس بات پر زور دیتی ہے کہ بچے کی پہلی دو سالہ زندگی میں ماں کا دودھ بچے کے مدافعتی نظام کو مضبوط بناتا ہے۔ دماغی نشوونما کو فروغ دیتا ہے اور کئی خطرناک بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ عالمی ادارہ صحت کی رپورٹ کے مطابق:

> "Exclusive breastfeeding for the first six months is the optimal way of feeding infants."[33]
>
> زندگی کے پہلے چھ ماہ تک بچے کو صرف ماں کا دودھ پلانا، بچے کی غذا فراہم کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔

علاوہ ازیں، موجودہ دور میں جہاں غیر رضاعی دودھ، فارمولہ ملک اور دودھ بینک جیسے تصورات نے جگہ بنالی ہے، وہیں اس بات کی شدید ضرورت پیدا ہوئی ہے کہ رضاعی ماں کو اس کے شرعی اثرات، مثلاً رضاعی رشتہ (محرمیت)، نکاح کی حرمت، وراثت میں عدم شرکت جیسے فقہی مسائل سے بھی مکمل آگاہی دی جائے۔ دارالعلوم کراچی کے ایک تحقیقی مقالہ میں لکھا ہے:

> اگر رضاعی رشتے کا علم نہ ہو تو ممکنہ طور پر شرعی حرمت والے نکاح ہو سکتے ہیں جو امت مسلمہ کے لیے خطرہ ہے۔ اس لیے ہر رضاعی ماں کو شرعی حدود سے واقف ہونا ضروری ہے۔[34]

مزید برآں، معاشرتی سطح پر بھی رضاعی ماں کی تربیت نہ ہونے کی وجہ سے بعض اوقات والدین اور بچوں کو قانونی اور اخلاقی پیچیدگیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے مختلف اسلامی ادارے جیسے جامعہ دارالسلام، دارالافتاء کراچی اور عالمی ادارے جیسے یونیسف اور WHO، اس پر زور دے رہے ہیں کہ رضاعی ماں کی تربیت کو صحت، شریعت اور سماج کے دائرہ میں منظم انداز میں شامل کیا جائے۔

عصرِ حاضر میں رضاعت کے صحیح معنوں میں اطلاق کے لیے اقدامات

عصرِ حاضر میں کسی معاشرے میں رضاعت کا نظام متعارف کرانا ہو تو چند بنیادی اقدامات ضروری ہوں گے:

- دودھ پلانے والی خواتین کا میڈیکل معائنہ بھی ضروری ہو تا کہ بچوں کی صحت محفوظ رہے۔
- رضاعت کے اصولوں کو باقاعدہ قومی قانون یا شرعی عدالت کے قواعد میں شامل کیا جائے اور رضاعت کے عمل کو باقاعدہ رجسٹر کیا جائے۔
- والدین اور دودھ پلانے والی خواتین کے درمیان معاہدہ یا تصدیق شدہ دستاویز تیار کی جائے۔
- ایک قومی ڈیٹا بیس بنایا جائے تا کہ مستقبل میں رضاعی رشتوں کی شناخت ممکن ہو سکے۔
- بچہ دو سال کی عمر سے کم ہو۔
- مفتیان کرام یا اسلامی اسکالرز سے مسلسل رہنمائی لی جائے۔
- یتیم، بے سہارا یا کمزور خاندانوں کے بچوں کے لیے رضاعت کے ذریعے کفالت کا بندوبست کیا جا سکتا ہے۔
- خواتین کو باعزت ذریعہ معاش فراہم کرنے کے لیے بھی رضاعت کو ایک تنظیم شدہ شکل دی جا سکتی ہے۔[35]

حاصلِ بحث

رضاعت انسانی زندگی کے ابتدائی مرحلے میں بچے کی جسمانی، ذہنی اور نفسیاتی نشوونما کے لیے بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ ماں کا دودھ بچے کی فطری ضروریات کے مطابق ایک بہترین غذا ہے، جو اس کی صحت و نشوونما کے ساتھ قوتِ مدافعت کے فروغ میں بھی معاون ثابت ہوتا ہے۔ اسلام نے رضاعت کو محض بچے کی غذائی ضرورت کی تکمیل تک محدود نہیں رکھا، بلکہ اسے ایک اہم شرعی، خاندانی اور معاشرتی مسئلے کے طور پر بیان کیا ہے۔ قرآن مجید کی تعلیمات، سنتِ نبوی ﷺ اور فقہائے اسلام کی آراء سے رضاعت

کی اہمیت، اس کے احکام اور اس سے متعلق والدین کے حقوق وذمہ داریوں کی وضاحت ہوتی ہے۔ عصر حاضر میں رضاعت کے مسئلے کا مطالعہ اس لیے بھی اہم ہے کہ جدید معاشرتی تبدیلیوں، ملازمت کے تقاضوں، طبی ونفسیاتی عوامل اور طرزِ زندگی میں تبدیلیوں نے بچوں کو ماں کا دودھ پلانے کے رجحان کو متاثر کیا ہے، جس کے نتیجے میں اس موضوع کے شرعی اور اطلاقی پہلوؤں کا جائزہ ناگزیر ہو گیا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں رضاعت کے مفہوم، اہمیت اور عصر حاضر میں اس کے عملی اطلاقات کا جائزہ لیتے ہوئے فقہائے اسلام کی آراء اور ان کے استدلالی دلائل کو زیرِ بحث لایا گیا ہے، تاکہ رضاعت سے متعلق شرعی احکام کی وضاحت اور مختلف فقہی نقطہ ہائے نظر کی تفہیم ممکن ہو سکے۔ مزید برآں، ان اسباب کا جائزہ لیا گیا ہے جن کی بنا پر بعض مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلانے سے گریز کرتی ہیں یا اس عمل کو جاری نہیں رکھ پاتیں، جن میں معاشرتی رویے، ملازمت اور دیگر عملی مشکلات شامل ہو سکتی ہیں۔ مقالے کا بنیادی مقصد رضاعت کے شرعی اصولوں اور معاصر معاشرتی و عملی صورتِ حال کے مابین ربط کو واضح کرنا، ماں کے دودھ کی اہمیت کے بارے میں شعور اجاگر کرنا اور ایسی متوازن رہنمائی پیش کرنا ہے جو اسلامی تعلیمات، بچے کی فلاح و بہبود اور والدین کی ذمہ داریوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے موجودہ دور کے مسائل کا قابلِ عمل حل فراہم کر سکے۔

References

1 Zayn al-Dīn ibn Nujaym, Al-Baḥr al-Rāʾiq Sharḥ Kanz al-Daqāʾiq (Quetta: Maṭbūʿah Maktabah Mājidiyyah, n.d.), 3:221.

2 Amīr ʿAlī, Fatāwā ʿĀlamgīrī (Urdu), Kitāb al-Raḍāʿ (Lahore: Maktabah al-Raḥmāniyyah, n.d.), 2:250.

3 ʿĀbid ʿAlī, ʿAurat Qurʾān-o-Sunnat aur Tārīkh ke Āʾīnah meṅ (Lahore: Islamic Publications, 2005), pp. 468–469.

4 Al-Qurʾān, 2:233.

5 Ḥafīẓ al-Raḥmān, Islāmī Niẓām-e-Ḥayāt (Lahore: Maktabah al-Furqān, 2010), 2:174.

6 Jamīl Aḥmad Skroḍhvī, Ashraf al-Hidāyah, (Karachi: Dār al-Ishāʿat, 2004), 4:199.

7 Amīr ʿAlī, Fatāwā ʿĀlamgīrī, 2:252.

8 Skroḍhvī, Ashraf al-Hidāyah, 4:207.

9 Al-Tirmidhī, Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā al-Sulamī, Sunan al-Tirmidhī, Kitāb al-Raḍāʿ, Bāb al-Raḍāʿah al-Kabīr, ḥadīth no. 3600.

10 Skroḍhvī, Ashraf al-Hidāyah, 4:205.

11 Amīr ʿAlī, Fatāwā ʿĀlamgīrī, p. 253.

12 Skroḍhvī, Ashraf al-Hidāyah, 4:201.

13 Mālik ibn Anas, Al-Mudawwanah al-Kubrā, Kitāb al-Raḍāʿ (Beirut: al-Maktabah al-ʿAṣriyyah, 2003), 2:246.

14 Al-Shāfiʿī, Muḥammad ibn Idrīs, Al-Umm (Cairo: Dār al-Wafāʾ, 2004), 5:20.

15 Al-Ṭabarānī, Abū al-Qāsim Sulaymān ibn Aḥmad, Al-Muʿjam al-Kabīr, (Lahore: Anṣār al-Sunnah Publishers, n.d.), p. 431.

16 Al-Marghīnānī, Burhān al-Dīn Abū al-Ḥasan ʿAlī ibn Abī Bakr, Al-Hidāyah, tarjuman: Muḥammad Liyāqat ʿAlī Riḍvī (Lahore: Shabbīr Brothers, 2013), 1:369.

17 Ibn Qudāmah, Muwaffaq al-Dīn Abū Muḥammad ʿAbd Allāh ibn Aḥmad, Al-Mughnī (Riyadh: Dār ʿĀlam al-Kutub, n.d.), 9:202.

18 Ibid., p. 432.

19 Skroḍhvī, Ashraf al-Hidāyah, 4:201.

20 Ibn Kathīr, ʿImād al-Dīn Abū al-Fidāʾ Ismāʿīl ibn ʿUmar, Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm (Lahore: Maktabah Islāmiyyah, Ghaznī Street, Urdu Bazaar, n.d.), p. 231.

21 Ibid., p. 198.

22 Skroḍhvī, Ashraf al-Hidāyah, 4:197.

[23] World Health Organization (WHO), Infant and Young Child Feeding (Geneva: World Health Organization, 2023).

[24] "High-Temperature Processing Can Reduce the Bioavailability of Certain Vitamins and Proteins in Milk," Journal of Dairy Science.

[25] Food Safety and Standards Authority of India (FSSAI), "Some UHT Milk Brands Use Stabilizers and Additives, Which May Impact Digestion and Gut Health."

[26] World Health Organization (WHO), Guidelines on HIV and Infant Feeding (Geneva: World Health Organization, 2010).

[27] Centers for Disease Control and Prevention (CDC), "Breastfeeding and Tuberculosis" (2020).

[28] Hale, Thomas W., and Hilary E. Rowe, Medications and Mothers' Milk (Springer Publishing Company, 2017).

[29] Dennis, Cindy-Lee, and Karen McQueen, "The Relationship Between Infant-Feeding Outcomes and Postpartum Depression," Journal of Women's Health 18, no. 6 (2009): 935-945.

[30] Akter, S., and M. Rahman, "The Determinants of Early Cessation of Breastfeeding in Bangladesh," World Health & Population (2010).

[31] World Health Organization (WHO), International Code of Marketing of Breast-Milk Substitutes (Geneva: World Health Organization, 1981).

[32] Geddes, Donna T., and Vanessa S. Sakalidis, "Breastfeeding: How Do They Do It? Infant Sucking, Swallowing and Breathing," Journal of Human Lactation 32, no. 2 (2016): 209–218.

[33] World Health Organization (WHO), Infant and Young Child Feeding (2020), p. 12.

[34] Muḥammad Zāhid, Fiqhī Mabāḥith: Raḍāʿat ke Ḥawāle se (Karachi: Dār al-ʿUlūm, 2019), p. 73.

[35] Ṣāliḥ al-Ghuṣūn, Al-Raḍāʿ fī al-Sharīʿah al-Islāmiyyah (Maktabah al-Rushd, 2001), pp. 105–106.